محاسنِ اَخلاق: قرآن و بائبل کی روشنی میں

(ایک تقابلی مطالعہ)

محفوظ الرحمٰن قاسمی ☆

لاریب کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ تمام کتابوں کی غرض وغایت یہی تھی کہ انسان کو معرفتِ الٰہیہ کی راہ دکھائیں' محاسنِ اَخلاق سے آراستہ اور بہرہ مند کریں' عبادات ومعاملات میں راہِ اعتدال کا قیام فرمائیں' اور انسانوں کے قلب ودماغ کو ان صفات سے اس طرح متصف اور پاکیزہ کردیں کہ وہ بے داغ آبدار صاف و شفاف آئینہ کی مانند ہوجائیں۔ ہدایتِ ربانی کے آخری الہامی ایڈیشن قرآن کریم نے عرفانِ الٰہی' محاسنِ اَخلاق اور عبادات ومعاملات پر پوراز ورصرف کیا ہے' اور وہ احکامات جو زیادہ ضروری اور لابدی ہیں ان کے متعلق زیادہ اور جو ذرا کم ضروری ہیں ان کے متعلق ذرا کم واضح ارشادات بیان فرمائے ہیں۔ بلاشبہ یہ قرآن کریم ہی کا طرۂ امتیاز ہے کہ اس نے ایسی حکیمانہ وعادلانہ ترتیب وضع فرمائی ہے کہ اگر انسان اس کے رموز واشارات کو سمجھے اور خود غرضی کا پہلو چھوڑ دے تو بلاشبہ اس کے ہاتھ سے دینی ودُنیوی کوئی فائدہ فوت نہ ہوگا۔ دُنیوی زندگی عیش وآرام اور آسائش کے ساتھ بسر ہوگی' اور اُخروی زندگی میں حسرت وحرمان کا سامنا کرنا نہ پڑے گا۔

دوسرے صحائفِ سماویہ میں یہ حکیمانہ ترتیب موجود نہیں ہے' اس لیے کہ یہ کتابیں بار بار تحریفات کا نشانہ بنیں اور ان کی تعلیمات افراط وتفریط کا شکار ہو کر فطرتِ انسانی کے موافق نہیں رہیں۔ قرآن حکیم میں واضح طور پر فرمایا گیا ہے کہ تورات اور انجیل میں ہدایت بھی تھی اور نور بھی تھا۔ لیکن انسانی تحریفات رنگ لائے بغیر نہ رہ سکیں اور اعمالِ شرعیہ کو نمائشی تماشہ گاہ بنالیا گیا۔ پھر طبیعت میں آزادی کی ایسی لہر دوڑی کہ احکامِ الٰہیہ جو مبنی برمصالح تھے تعطل کا شکار ہوگئے' جس کا انسانی اخلاق پر ایک گہرا اور قبیح اثر پڑا' اور رفتہ رفتہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کی مضبوط شاخ جل کر راکھ ہونا شروع ہوگئی' اور بے عملی وبے راہ روی کا دور دورہ تدریجاً ترقی کرتے کرتے بامِ عروج کو پہنچ گیا۔ اس کے باوجود ابھی بھی ان کتابوں میں کچھ قیمتی موتی ملتے ہیں۔ خاص طور پر محاسنِ اَخلاق کے بارے میں انجیل کی تعلیمات میں واضح اشارے پائے جاتے ہیں۔

اس تمہید کے بعد ضروری ہے کہ محاسن اخلاق پر قرآن اور بائبل کی روشنی میں ایک مختصر تقابلی مطالعہ پیش کر دیا جائے' تاکہ دونوں کی اخلاقی تعلیمات کا امتیاز قارئین کے سامنے واضح ہوجائے۔

کتابِ مقدس کے عہدنامۂ جدید میں انجیل متی کے پانچویں باب میں درج ذیل محاسنِ اخلاق کا تذکرہ کیا گیا ہے'

☆ ریسرچ اسکالر' شعبہ سنی دینیات' علی گڑھ مسلم یونیورسٹی' علی گڑھ

جن کو تہذیب و تمدن کا اصل الاصول قرار دیا جاتا ہے‘ اور پیروانِ بائبل کے نزدیک ان کو مابہ الامتیاز سمجھا جاتا ہے۔

☆ دل کی غمگینی و غریبی ☆ حلم و بردباری ☆ راست بازی ☆ رحم دلی

☆ دل کی پاکی ☆ مظلومی بوجہ راست بازی

قرآن کریم میں اس قسم کے بیج‘ پودے اور اشجار اتنی کثرت کے ساتھ موجود ہیں کہ ان کا احصاء اس مختصر مضمون میں مشکل ہے‘ لیکن قارئین کی سہولت کی خاطر ان اصولِ ستہ کو بنیاد بنا کر تقابلاً کچھ نمونے تحریر کیے جاتے ہیں۔

دل کی غمگینی و غریبی

کتابِ مقدس میں ہے:

’’مبارک ہیں وہ جو غمگین ہیں‘ کیونکہ وہ تسلی پائیں گے‘‘۔ (۱)

قرآن کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝﴾ (الانفال)

’’مومنوں کی شان تو یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل دہل جاتے ہیں اور جب انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کے ایمان کو اور زیادہ کر دیتی ہیں اور وہ ہر حال میں اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔‘‘

دوسری جگہ نیک بندوں کی صفات کو شمار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ۝ اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ ۝﴾ (المعارج)

’’اور جو اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں‘ کیوں کہ ان کے رب کا عذاب ایسی چیز نہیں ہے جس سے کوئی بے خوف ہو۔‘‘

ایک اور جگہ دل کی غمگینی ہی کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ۝﴾ (النّزعٰت)

’’اور جس نے اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے کا خوف کیا تھا اور نفس کو بری خواہشات سے باز رکھا تھا‘ پس جنت ہی اس کا ٹھکانا ہوگی۔‘‘

قرآن کریم کی درج بالا آیات کا مضمون اور بائبل کی تقریر کا مضمون تقریباً ایک جیسا ہے کہ دونوں میں دل کی غمگینی کو طمانینتِ قلب کے طور پر پیش کیا گیا ہے‘ اور بندے کو اچھے ٹھکانے کی خوشخبری سے نوازا گیا ہے۔

کتابِ مقدس میں ہے :

’’مبارک ہیں وہ جو روح کے غریب ہیں‘ کیوں کہ آسمان کی بادشاہت انہیں کی ہے۔‘‘ (۲)

حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے :

((اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى اَهْلِ الْجَنَّةِ؟ كُلُّ ضَعِيْفٍ مُتَضَعَّفٍ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ ، وَاَهْلُ النَّارِ كُلُّ جَوَّاظٍ عُتُلٍّ مُسْتَكْبِرٍ)) (۳)

''کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ جنتی کون ہے؟ (پھر آپ ﷺ نے خود ہی ارشاد فرمایا) ہر وہ شخص جو کمزور ہو' لوگ بھی اسے کمزور سمجھتے ہوں' اگر وہ کسی بات پر اللہ کی قسم کھالے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم کو ضرور پورا کردے۔ اور دوزخی' ہر وہ شخص جو مال جمع کر کے رکھنے والا بخیل' سخت مزاج' مغرور ہو۔''

اس حدیث کا مضمون ذہن میں رکھ کر اگر انجیل متی کے درج بالا جملے پر غور کریں تو دل خود صاف گواہی دینے پر مجبور نظر آئے گا کہ حدیث کا مضمون انجیل کی تعلیم پر بڑی قوت کے ساتھ حاوی ہے۔

حلم و بردباری

کتابِ مقدس میں ہے :

''مبارک ہیں وہ جو حلیم ہیں' کیونکہ وہ زمین کے وارث ہوں گے''۔ (۴)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿١٣٣﴾ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٣٤﴾﴾ (آل عمران)

''اور دوڑو اُس مغفرت کی طرف جو تمہارے پروردگار کی طرف سے ہے' اور اس جنت کی طرف جس کی وسعت ایسی ہے جیسے سب آسمان وزمین کی وسعت' وہ تیار کی گئی ہے تقویٰ کی روش اختیار کرنے والوں کے لیے۔ ایسے لوگ جو کہ خرچ کرتے ہیں فراغت میں اور تنگی میں' اور غصہ کو ضبط کرنے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے' اور اللہ تعالیٰ ایسے نیک کاروں کو محبوب رکھتا ہے۔''

انجیل متی میں حلم و بردباری کی رغبت اور شوق کو فلاحِ دنیا کا باعث بتایا گیا ہے' اور ظاہر بات ہے کہ ایک متحمل مزاج انسان دنیوی زندگانی میں کچھ نہ کچھ فائدہ حاصل کرتا ہی رہتا ہے۔ اس کے برعکس قرآن کریم کی تعلیم میں متحمل مزاج انسان کو دو عظیم بشارتوں سے نوازا گیا ہے' ایک ایسی جنت کی بشارت جس کی وسعت آسمان وزمین کے مساوی ہے' دوسرے محبوبیتِ الٰہی کی بشارت کہ متحمل مزاج انسان کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے' جس کے سامنے تمام نعمتیں ہیچ ہیں۔ معلوم ہوا کہ قرآن کریم کی تعلیم کو بائبل کی تعلیم پر بلندی وفوقیت حاصل ہے۔

راست بازی

کتابِ مقدس میں ہے :

''مبارک ہیں وہ جو راستی کے بھوکے اور پیاسے ہیں کیوں کہ وہ آسودہ ہوں گے''۔ (۵)

''مبارک ہیں وہ جو پاک دل ہیں کیوں کہ وہ خدا کو دیکھیں گے''۔ (۶)

قرآن کریم میں صدق وصفا کی متعدد جگہ رغبت دلائی گئی ہے اور سچائی کی صفت سے متصف ہونے کی بار بار تاکید کی گئی ہے' اور بلاغت کے رنگ میں ایسا اسلوب اختیار کیا گیا ہے جو سامعین کے قلب ودماغ پر گہرا اثر ڈالتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے بعض انبیاء علیہم السلام کے تذکرے میں وصفِ نبوت ورسالت سے پہلے وصف صداقت کو بیان کیا ہے' جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوت کے تاج میں صدق ایک گراں بہا موتی ہے' اور خالق

کائنات کی بارگاہ میں اس کی بڑی قدر و قیمت ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۬ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا﴾ (مریم)

''اور اس کتاب میں ابراہیم (علیہ السلام) کا ذکر کیجیے' یقیناً وہ بڑے راستی والے پیغمبر تھے۔''

﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ۬ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا﴾ (مریم)

''اور اس کتاب میں اسماعیل (علیہ السلام) کا بھی ذکر کیجیے' بلاشبہ وہ وعدہ کے (بڑے) سچے تھے' رسول بھی تھے' نبی بھی تھے۔''

﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ ۬ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۝ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا﴾ (مریم)

''اور اس کتاب میں ادریس (علیہ السلام) کا بھی ذکر کیجیے' بے شک وہ بڑے راستی والے نبی تھے' اور ہم نے ان کو (کمالات میں) بلند رتبہ تک پہنچایا تھا۔''

صداقت اور سچائی کے ذخیرہ میں اخلاص کا ایک عظیم مرتبہ ہے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جلالتِ شان مذکورہ تینوں انبیاءِ کرام علیہم السلام سے بڑھی ہوئی ہے' اس لیے اللہ تعالیٰ نے اسی سورت میں آپ کو ''مخلص'' کے لقب سے سرفراز فرمایا ہے' ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰى ۬ اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا﴾ (مریم)

اور اس کتاب میں موسیٰ (علیہ السلام) کا بھی ذکر کیجیے' وہ بلاشبہ (اللہ تعالیٰ کے) خاص کیے ہوئے (بندے) تھے اور رسول بھی تھے' نبی بھی تھے۔''

مذکورہ بالا تمام آیات اس بات پر دلالت کر رہی ہیں کہ جو انسان صدق و راست بازی کے عظیم وصف سے متصف ہوگا وہ دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کے قرب سے مشرف ہوگا' جیسا کہ قرآن کریم نے دوسری جگہ اس کی توضیح فرمائی ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قَالَ رَبِّ بِمَا اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ﴾ (الحجر)

''اُس (شیطان) نے کہا: خدایا! چونکہ تو نے مجھ پر (نجات وسعادت کی) راہ بند کر دی تو اب میں ضرور ایسا کروں گا کہ زمین میں ان کے لیے (جھوٹی) خوشنمائیاں بنادوں اور ان سب کو (راہِ حق سے) گمراہ کر دوں۔سوائے ان کے جو ان میں تیرے مخلص بندے ہوں گے۔(میں جانتا ہوں کہ وہ میرے بہکانے میں آنے والے نہیں)۔''

اس آیت سے معلوم ہو رہا ہے کہ لعین شیطان نے اللہ ربّ العزت کے سامنے اپنا ارادہ ظاہر فرمادیا تھا کہ وہ ہمیشہ بنی آدم کو جادۂ اطاعت سے منحرف کرنے کی سعی و کوشش میں لگا رہے گا' لیکن اس لعین نے بھی اپنے گستاخ ارادہ کے ساتھ اقرار و اعتراف کیا کہ میرا بس تیرے مخلص بندوں پر نہ چل سکے گا۔لہٰذا اگر بندگانِ خدا صدق و اخلاص کے جوہرِ لطیف کی حفاظت کرلیں تو وہ اپنے قوی دشمن سے محفوظ رہ کر ہمیشہ کی جنت میں اپنا مسکن بنالیں گے۔آنحضور ﷺ کے ارشادِ مبارک میں اس مضمون کی پوری وضاحت موجود ہے۔حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''بلاشبہ سچ بولنا نیکی کے راستہ پر ڈال دیتا ہے اور نیکی جنت تک پہنچا دیتی ہے' آدمی سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اسے اللہ تعالیٰ کے یہاں صدیق لکھ دیا جاتا ہے' اور بلاشبہ جھوٹ برائی کے راستے پر ڈال دیتا ہے اور برائی دوزخ تک پہنچا دیتی ہے' آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں اسے کذاب لکھ دیا جاتا ہے''۔ (۷)

رحم دلی

کتابِ مقدس میں ہے :

''مبارک ہیں وہ جو رحم دل ہیں' کیوں کہ ان پر رحم کیا جائے گا''۔ (۸)

قرآن کریم میں شانِ رحمت بہت بلند بیان کی گئی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی ابتدائی سورۃ ''الفاتحہ'' میں اپنی ذاتِ اَقدس کو اس صفت کے ساتھ متصف فرمایا ہے ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ اور سورۃ الانبیاء میں اپنی سب سے محبوب شخصیت کو بھی اسی صفت رحمت کے ساتھ خطاب فرمایا ہے ﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ﴾ ۔قیامت کے دن جن حضرات کو اعمال نامہ داہنے ہاتھ میں عطا کیا جائے گا ان کی بھی ایک نمایاں صفت قرآن کریم نے وصف رحمت بیان فرمائی ہے:

﴿ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ﴿١٧﴾ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ ﴿١٨﴾﴾ (البلد)

''پھر وہ ان لوگوں میں ہوتا جو ایمان لائے اور ایک دوسرے کو صبر کی تاکید کرتے رہے اور ایک دوسرے کو (خلق خدا پر) رحم کی ہدایت کرتے رہے۔ یہی لوگ داہنے ہاتھ والے ہیں۔''

اور سب سے بڑھ کر اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ جو لوگ دوسرے لوگوں پر رحم کرتے ہیں' تو ایسے لوگوں پر رحمٰن رحم کرتا ہے۔ پھر اسلام کی تعلیم فقط انسانوں پر رحم کے ساتھ خاص نہیں ہے' بلکہ ہر ذی نفس پر رحم کرنے سے بندہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ومغفرت کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے:

''حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک مرد راستہ میں چلا جا رہا تھا' اس کو سخت پیاس لگی۔ راستہ میں اسے ایک کنواں نظر آیا' وہ اس میں اترا اور پانی نوش کیا۔ جب باہر نکلا تو اس نے دیکھا کہ ایک کتا ہے' شدتِ پیاس کی وجہ سے اس کی زبان منہ سے باہر نکلی ہوئی ہے اور تر مٹی چاٹ رہا ہے۔ اُس آدمی نے سوچا کہ اس کی حالت بھی میری ہی جیسی ہو رہی ہوگی۔ چنانچہ وہ کنویں میں اترا' اپنے موزے کو پانی سے بھرا' موزے کو منہ سے پکڑ کر باہر آیا اور کتے کو پانی پلایا۔ اللہ تعالیٰ کو اس کا یہ عمل اتنا پسند آیا کہ اس کی مغفرت فرما دی۔ لوگوں نے سوال کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا ہم لوگوں کے لیے جانوروں کے ساتھ سلوک کرنے میں بھی اجر ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر مخلوق کے ساتھ جو تر جگر رکھتی ہو سلوک کرنے میں اجر ہے''۔ (۹)

صلح جوئی

کتابِ مقدس میں ہے:

''مبارک ہیں وہ جو صلح کراتے ہیں' کیوں کہ وہ خدا کے فرزند کہلائیں گے''۔ (۱۰)

قرآن کریم میں ہے :

﴿وَلَا تُفۡسِدُوۡا فِی الۡاَرۡضِ بَعۡدَ اِصۡلَاحِهَا وَادۡعُوۡهُ خَوۡفًا وَّطَمَعًا ؕ اِنَّ رَحۡمَتَ اللّٰهِ قَرِیۡبٌ مِّنَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ﴿۵۶﴾﴾ (الاعراف)

''اور زمین میں بعد اس کے کہ اس کی درستی کر دی گئی ہے' فساد مت پھیلاؤ' اور اللہ کو پکارا کرو ڈرتے اور امیدوار رہتے ہوئے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت نیک کاروں کے قریب ہے۔''

﴿وَجَزٰٓؤُا سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ مِّثۡلُهَا ۚ فَمَنۡ عَفَا وَاَصۡلَحَ فَاَجۡرُهٗ عَلَی اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیۡنَ﴿۴۰﴾﴾ (الشوریٰ)

''اور برائی کا بدلہ برائی ہے ویسی ہی' پھر جو شخص معاف کرے اور اصلاح کرے تو اس کا ثواب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ واقعی اللہ تعالیٰ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔''

حدیثِ رسول ﷺ میں باہمی اصلاح کی فضیلت ان الفاظ میں مذکور ہے:

''حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تم کو روزہ' نماز اور صدقہ وخیرات سے افضل چیز نہ بتلاؤں؟ صحابہؓ نے عرض کیا: ضرور ارشاد فرمائیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: باہمی صلح سب سے افضل ہے' کیوں کہ آپس کی نا اتفاقی (دین کو) مونڈنے والی ہے۔''(۱۱)

یعنی جیسے استرے سے سر کے بال ایک دم صاف ہو جاتے ہیں ایسے ہی آپس کی لڑائی سے دین ختم ہو جاتا ہے۔

مظلومی بوجہ راست بازی

کتابِ مقدس میں ہے:

''مبارک ہیں وہ جو راستی کے سبب ستائے گئے ہیں' کیوں کہ آسمان کی بادشاہی انہی کی ہے''۔(۱۲)

انجیل کی اس آیت میں درحقیقت امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی ترغیب دی گئی ہے کہ اس راہ میں سچے ایمان داروں کو مصائب اور مشکلات اور تکالیف ومشقات کے پیش آنے کی صورت میں اُمید دلائی گئی ہے کہ ان کو آخرت میں معقول اجر سے سرفراز کیا جائے گا۔

قرآن کریم میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے متعلق کثیر آیات ہیں' جن کا احاطہ کرنا یہاں مقصود نہیں' چند آیات بطورِ نمونہ کے پیش کی جاتی ہیں۔ قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے فریضہ کے انجام دینے والے لوگ کامیابی کے زمرہ میں شامل ہوں گے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلۡتَکُنۡ مِّنۡکُمۡ اُمَّةٌ یَّدۡعُوۡنَ اِلَی الۡخَیۡرِ وَیَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَیَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ ؕ وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ﴿۱۰۴﴾﴾ (آل عمران)

''اور تم میں ایک ایسی جماعت ہونا ضروری ہے جو خیر کی طرف بلایا کرے اور نیک کام کرنے کو کہا کرے اور برے کاموں سے روکا کرے۔ اور یہی لوگ پورے کامیاب ہوں گے۔''

﴿فَاسۡتَجَابَ لَهُمۡ رَبُّهُمۡ اَنِّیۡ لَاۤ اُضِیۡعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنۡکُمۡ مِّنۡ ذَکَرٍ اَوۡ اُنۡثٰی ۚ بَعۡضُکُمۡ مِّنۡۢ بَعۡضٍ ۚ فَالَّذِیۡنَ هَاجَرُوۡا وَاُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِیَارِهِمۡ وَاُوۡذُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِیۡ وَقٰتَلُوۡا وَقُتِلُوۡا لَاُکَفِّرَنَّ عَنۡهُمۡ سَیِّاٰتِهِمۡ وَلَاُدۡخِلَنَّهُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عِنۡدَهٗ حُسۡنُ الثَّوَابِ﴿۱۹۵﴾﴾ (آل عمران)

''تو ان کے رب نے ان کی دعا قبول فرمائی کہ میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کے کسی عمل کو ضائع نہیں کروں گا' خواہ وہ مرد ہو یا عورت' تم سب ایک دوسرے میں سے ہی ہو۔ پس جنہوں نے ہجرت کی اور جو اپنے گھروں سے نکال دیے گئے اور جنہیں میری راہ میں ایذائیں پہنچائی گئیں اور جنہوں نے (میری راہ میں) جنگ کی اور جانیں بھی دے دیں' میں لازماً اُن سے اُن کی برائیوں کو دور کردوں گا اور انہیں لازماً داخل کروں گا ان باغات میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔''

حضرت لقمان نے جو نصائح اپنے بیٹے کو فرمائی ہیں' اس کا تذکرہ قرآن کریم میں بطور ترغیب اہلِ اسلام بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْہَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاصْبِرْ عَلٰی مَآ اَصَابَکَ ؕ اِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۷﴾﴾ (لقمٰن)

''بیٹا! نماز پڑھا کر اور اچھے کاموں کی نصیحت کیا کر اور برے کاموں سے منع کیا کر' اور تجھ پر جو مصیبت واقع ہو اس پر صبر کیا کر۔ یقیناً یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے۔''

﴿یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۟ وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۲۰۰﴾﴾ (آل عمران)

''اے ایمان والو! خود صبر کرو اور مقابلے میں صبر کرو' اور مقابلے کے لیے مستعد رہو' اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاح پاجاؤ۔''

قرآن و بائبل کے حوالے سے محاسن اخلاق کے چند نمونے یہاں پر پیش کیے گیے ہیں' تاکہ حق کے متلاشی اندازہ کرسکیں کہ ہر مذہب میں محاسن اخلاق کی تعلیم موجود ہے' لیکن قرآن کریم کے بیان کردہ محاسنِ اَخلاق اپنی خوبیوں اور فضائل کے لحاظ سے دیگر ادیان کی اخلاقی تعلیم پر پورے طور پر حاوی ہیں' کیونکہ قرآن کریم نے دینی و دنیوی ہر پہلو کو اعتدال کے دائرے میں رکھا ہے۔ جو لوگ اسلام کی تعلیم سے بدگمانی رکھتے ہیں اس کی صاف اور عام وجہ صرف یہی ہے کہ وہ قرآن و حدیث کی تعلیم سے واقف نہیں' انہوں نے اپنے علماء و احبار سے جیسا کچھ سنا وہ اسی کو صحیح سمجھتے ہیں۔ وہ صحیح راہِ حق کے لیے اسلام کی طرف منصفانہ نگاہ نہیں کرتے اور تعصّب کا چشمہ نہیں اتارتے' جس کے باعث صراطِ مستقیم سے محروم رہ جاتے ہیں۔

حوالہ جات

(۱) انجیل متی: ۵ : ۵ (۲) انجیل متی: ۵ : ۳

(۳) صحیح البخاری' باب قول اللہ تعالیٰ واقسموا باللہ...... رقم الحدیث: ٦٦٥٧

(۴) انجیل متی: ۵ : ۴ (۵) انجیل متی : ۵ : ۲ (۶) انجیل متی : ۵ : ۸

(۷) صحیح مسلم، باب قبح الکذب ...... رقم الحدیث: ٦٦٣٧ (۸) انجیل متی ص: ۵ : ۷

(۹) صحیح البخاری، باب رحمۃ الناس والبھائم' کتاب الادب' رقم الحدیث: ٦٠٠٩

(۱۰) انجیل متی : ۵ : ۹

(۱۱) سنن الترمذی، باب فضل صلاح ذات البین' رقم الحدیث: ٢٥٠٩ (۱۲) انجیل متی : ۵ : ۱۰